قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

# الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 04 ستمبر 2021ء | 26 محرم 1443 ہجری قمری | 04 تبوک 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:210

## ارشادِ باری تعالیٰ

اِنۡ تُقۡرِضُوا اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا یُّضٰعِفۡہُ لَکُمۡ وَ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ شَکُوۡرٌ حَلِیۡمٌ ﴿ۙ۱۸﴾

(التغابن:18)

ترجمہ: اگر اللہ کو قرضہ حسنہ دو گے تو وہ اُس کو تمہارے لئے بڑھا دے گا اور تمہارے لئے بخشش کے سامان پیدا کرے گا اور اللہ بہت قدر دان اور ہر بات کو سمجھنے والا ہے۔

## فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خسر تھے اور حضرت امّ ناصر کے والد تھے، ان کے بارے میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ قربانی میں اس قدر بڑھ چکے ہیں کہ اگر یہ کچھ نہ بھی دیں تب بھی ان کے قربانی کے وہ معیار جو پچھلے ہو چکے ہیں بہت اعلیٰ ہیں، وہ ہی کافی ہیں۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی مقصد کے لئے تحریک فرمائی تو انہوں نے (ڈاکٹر صاحب نے) اپنی تنخواہ جو اُس وقت ان کو ملی تھی فوری طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پوری کی پوری بھجوادی۔ اُن کے قریب جو کوئی موجود تھے انہوں نے کہا کہ کچھ اپنے خرچ کرنے کے لئے بھی رکھ لیں، آپ کو بھی ضرورت ہو گی۔ انہوں نے کہا کہ آج خدا کے مسیح نے دین کی ضرورت کے لئے رقم کا مطالبہ کیا ہے۔ میری ضرورتیں دینی ضرورتوں سے بڑھ کر نہیں ہیں۔ اس لئے یہ ساری کی ساری رقم جو میرے پاس موجود ہے فوری طور پر بھجوا رہا ہوں۔ غرض کہ ایسے بہت سے واقعات ملتے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں قربانی کے اعلیٰ معیار قائم کئے۔ ایک دفعہ کسی نے اعتراض کیا کہ حضرت خلیفہ اول کے بعد کوئی ایسا نہیں ہے جو اتنی قربانی کرنے والا ہو تو اس معترض کا جواب دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ''آپ کہتے ہیں کہ صرف ایک حکیم مولوی نور الدین صاحب اس جماعت میں عملی رنگ رکھتے ہیں۔ دوسرے ایسے اور ایسے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ آپ اس افتراء کا خدا تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی زندگی کی یہ بات کر رہے ہیں۔ اور آج اللہ کے فضل سے یہ تعداد کہیں کی کہیں پہنچی ہوئی ہے) اور اعمال صالحہ بجالاتے ہیں اور باتیں سننے کے وقت اس قدر روتے ہیں کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے ہیں۔ میں اپنے ہزار ہا بیعت کنندوں میں

بقیہ صفحہ 7 پر

## اس شمارہ میں

رکھیں گے تجھے یاد، تیرے چاہنے والے (منظوم)
کرونا وائرس سے حفاظت اور سادگی اپنانے کی ضرورت
پورپور گواہی دے گی
پولینڈ کا تاریخی سفر

## فرمانِ رسول ﷺ

### اے اللہ! خرچ کرنے والے سخی کو اور دے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے سخی کو اور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اور پیدا کر۔ دوسرا کہتا ہے اے اللہ! روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاک کر اور اس کا مال و متاع برباد کر دے۔''

(بخاری۔ کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی)

## حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

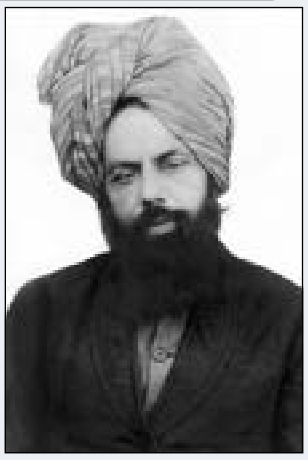

### مولیٰ کریم کی رضامندی کا نشان

''بیکار اور نکمی چیزوں کے خرچ سے کوئی آدمی نیکی کرنے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ نیکی کا دروازہ تنگ ہے۔ پس یہ امر ذہن نشین کر لو کہ نکمی چیزوں کے خرچ کرنے سے کوئی اس میں داخل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نص صریح ہے لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ (آل عمران:93) جب تک عزیز سے عزیز اور پیاری سے پیاری چیزوں کو خرچ نہ کرو گے اس وقت تک محبوب اور عزیز ہونے کا درجہ نہیں مل سکتا۔ اگر تکلیف اٹھانا نہیں چاہتے اور حقیقی نیکی کو اختیار کرنا نہیں چاہتے تو کیونکر کامیاب اور بامراد ہو سکتے ہو۔ کیا صحابہ کرامؓ مفت میں اس درجہ تک پہنچ گئے جو ان کو حاصل ہوا۔ دنیاوی خطابوں کے حاصل کرنے کے لئے کس قدر اخراجات اور تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں تو پھر کہیں جا کر ایک معمولی خطاب جس سے دلی اطمینان اور سکینت حاصل نہیں ہو سکتی ملتا ہے۔ پھر خیال کرو کہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ کا خطاب جو دل کو تسلی اور قلب کو اطمینان اور مولیٰ کریم کی رضامندی کا نشان ہے کیا یونہی آسانی سے مل گیا؟ بات یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی رضامندی جو حقیقی خوشی کا موجب ہے حاصل نہیں ہو سکتی جب تک عارضی تکلیفیں برداشت نہ کی جاویں۔ خدا ٹھگا نہیں جاتا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو رضائے الٰہی کے حصول کے لئے تکلیف کی پروا نہ کریں کیونکہ ابدی خوشی اور دائمی آرام کی روشنی اس عارضی تکلیف کے بعد مومن کو ملتی ہے۔''

(ملفوظات جلد اوّل، صفحہ 47، ایڈیشن 1988ء)

### مَیں اپنی جماعت کے محبت اور اخلاص پر تعجب کرتا ہوں

''ایسا ہی ہمارے دلی محب مولوی محمد احسن صاحب امروہی جو اس سلسلہ کی تائید کے لئے عمدہ عمدہ تالیفات میں سرگرم ہیں۔ اور صاحبزادہ پیر جی سراج الحق صاحب نے تو ہزاروں مریدوں سے قطع تعلق کر کے اس جگہ کی درویشانہ زندگی قبول کی۔ اور میاں عبد اللہ صاحب سنوری اور مولوی برہان الدین صاحب جہلمی اور مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی اور قاضی ضیاء الدین صاحب قاضی کوٹی اور منشی چودھری نبی بخش صاحب بٹالہ ضلع گورداسپورہ، اور منشی جلال الدین صاحب بلانی وغیرہ احباب اپنی اپنی طاقت کے موافق خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ مَیں اپنی جماعت کے محبت اور اخلاص پر تعجب کرتا ہوں کہ ان میں سے نہایت ہی کم معاش والے جیسے میاں جمال الدین اور خیر الدین اور امام الدین کشمیری میرے گاؤں سے قریب رہنے والے ہیں۔ وہ تینوں غریب بھائی بھی جو شاید تین آنہ یا چار آنہ روزانہ مزدوری کرتے ہیں سرگرمی سے ماہواری چندہ میں شریک ہیں۔ ان کے دوست میاں عبد العزیز پٹواری کے اخلاص سے بھی مجھے تعجب ہے کہ باوجود قلت معاش کے ایک دن سو روپیہ دے گیا کہ مَیں چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ وہ سو روپیہ شاید اس غریب نے کئی برسوں میں جمع کیا ہو گا۔ مگر لِلّٰہی جوش نے خدا کی رضا کا جوش دلایا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 313-314 حاشیہ)

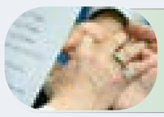

## دربارِ خلافت

### پہلی شرط بیعت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پہلی شرط جو بیعت کرنے والا کرتا ہے، احمدیت میں شامل ہونے والا کرتا ہے، جس پر عمل کرنے کا عہد کرتا ہے وہ یہ ہے کہ ''بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اُس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو، شرک سے مجتنب رہے گا۔'' شرک سے بچتا رہے گا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 159 اشتہار ''تکمیل تبلیغ''، اشتہار نمبر 51 مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ منہ سے لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہیں اور دل میں ہزاروں بُت جمع ہوں۔ بلکہ جو شخص کسی اپنے کام اور مکر اور فریب اور تدبیر کو خدا کی سی عظمت دیتا ہے یا کسی انسان پر بھروسہ رکھتا ہے جو خدا تعالیٰ پر رکھنا چاہئے یا اپنے نفس کو وہ عظمت دیتا ہے جو خدا کو دینی چاہئے۔ ان سب صورتوں میں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بت پرست ہے۔ بت صرف وہی نہیں ہیں جو سونے یا چاندی یا پیتل یا پتھر وغیرہ سے بنائے جاتے اور ان پر بھروسہ کیا جاتا ہے بلکہ ہر ایک چیز یا قول یا فعل'' (کوئی بات، کوئی چیز، کوئی عمل ''جس کو وہ عظمت دی جائے جو خدا تعالیٰ کا حق ہے وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں بت ہے......۔ یاد رہے کہ حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بُت ہو، خواہ انسان ہو، خواہ سورج ہو یا چاند ہو یا اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر فریب ہو منزّہ سمجھنا اور اس کے مقابل پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا۔ کوئی رازق نہ ماننا۔ کوئی مُعِز اور مُذِل خیال نہ کرنا۔'' (یعنی کوئی ایسا شخص خیال نہ کرنا جو عزت دینے والا ہے یا ذلیل کرنے والا ہے بلکہ یہ سمجھنا کہ خدا تعالیٰ ہی عزتیں دیتا ہے اور ذلت دیتا ہے) ''کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا۔ اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اسی سے خاص کرنا۔ اپنی عبادت اسی سے خاص کرنا۔ اپنا تذلل اسی سے خاص کرنا۔ اپنی امیدیں اسی سے خاص کرنا۔'' (اُسی سے وابستہ رکھنا) ''اپنا خوف اسی سے خاص کرنا۔ پس کوئی توحید بغیر ان تین قسم کی تخصیص کے کامل نہیں ہوسکتی۔'' (وہ کون سی تین قسم کی خاص باتیں ہیں۔ فرمایا) ''اوّل ذات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ اس کے وجود کے مقابل پر تمام موجودات کو معدوم کی طرح سمجھنا'' (جو کچھ بھی دنیا میں موجود ہے اُس کی کوئی حیثیت نہیں) ''تمام کو ہالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقت خیال کرنا۔'' (ہر چیز جو ہے وہ ہلاک ہونے والی ہے اپنی ذات میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی، ختم ہونے والی ہے اور اُس کی کوئی حقیقت نہیں، اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں سب جھوٹ ہے)۔ ''دوم صفات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ ربوبیت اور الوہیت کی صفات بجز ذات باری کسی میں قرار نہ دینا'' (کہ ربّ صرف ہمارا خدا ہے وہی ہمارا پالنے والا ہے اور وہی ہے جس کو خدائی طاقت حاصل ہے جو تمام طاقتوں کا سرچشمہ اور منبع ہے)۔ فرمایا ''اور جو بظاہر ربّ الانواع یا فیض رساں نظر آتے ہیں'' (یہ مختلف قسم کے جو پالنے والے نظر آتے ہیں یا جن سے ہم فائدہ اُٹھاتے ہیں) ''یہ اُسی کے ہاتھ کا ایک نظام یقین کرنا'' (یہ سب لوگ بھی، جن سے ہمیں فائدہ دنیا میں مل رہا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ہی مل رہا ہے، اللہ تعالیٰ کے نظام کا ایک حصہ ہیں)۔ ''تیسرے اپنی محبت اور صدق اور صفا کے لحاظ سے توحید یعنی محبت وغیرہ شعار عبودیت میں دوسرے کو خدا تعالیٰ کا شریک نہ گردانا۔ اور اسی میں کھوئے جانا۔'' (یعنی عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی کرنا۔)

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 349-350)

(خطبہ جمعہ 23/ مارچ 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

## رکھیں گے تجھے یاد، تیرے چاہنے والے

اے نورِ نظر، لختِ جگر، نازوں کے پالے
تو جس کی امانت تھی اب اُس کے حوالے
اس قادرِ مطلق کے ہیں دستور نرالے
چاہے جسے، اپنا وہ محبوب بنا لے
کہتا تھا لوٹ آؤں گا میں شام سے پہلے
کیا ایسے ہوا کرتے ہیں گھر لوٹنے والے
کس دیس میں کھوئے ہو، نہ کوئی خبر ہے
تھک ہار کے بیٹھے ہیں سبھی ڈھونڈنے والے
''جاتے ہو مری جان، خدا حافظ و ناصر''
ہم اتنا ہی کہتے ہیں، جا رب کے حوالے
اس ماہِ محرم میں ہوئی تیری شہادت
رکھیں گے تجھے یاد، تیرے چاہنے والے

آفتاب احمد اختر

## اج لوڑ اے قلم دے واراں دی

بختاں والا اے کیڈا قلم لوکو
جیدی چائی اے ربّ قسم لوکو
اینھوں نیزہ تے نالے میں تیر آکھاں
اینھوں اج دی میں شمشیر آکھاں
اج جنگ نئیں تیراں تلواراں دی
اج لوڑ اے قلم دے واراں دی

مبارک احمد ظفر۔ اسلام آباد، لندن

(قلم دا سورج صفحہ 31)

اداریہ

# کرونا وائرس سے حفاظت اور سادگی اپنانے کی ضرورت

اس دور میں کرونا وائرس نے ہم سب کو کئی باتوں میں سیدھے راستے پر گامزن کر دیا ہے۔ لیکن ابھی بھی بعض امور توجہ طلب ہیں۔ ان میں سے ایک ٹھاٹھ باٹھ اور فضول خرچی کے ساتھ شادی کی تقریبات ہیں۔ ہمارے ایشیائی معاشرے میں جس شادی کو سج دھج کے ساتھ اور غیر ضروری رسومات کے ساتھ نہ منایا جائے اُسے شادی یا خوشی نہیں کہا جاتا۔ اسلام نے سادگی کی تعلیم دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں خلافت احمدیہ عطا ہوئی ہے اور ہم بہت سی لغویات اور فضولیات سے بچ گئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے تحریک جدید کی بنیاد رکھی تو اس کے مطالبات میں سب سے پہلا مطالبہ سادہ زندگی اپنانا ہے۔ اور رسومات سے بچنے کی تلقین ایک اور مطالبہ میں ملتی ہے۔

کرونا کی وبا نے ہمیں سادگی پر مائل کر دیا ہے۔ وہ لوگ جو آج کے مادی طور میں مہنگی ترین شادیوں سے گھبراتے تھے انہوں نے نہایت سادگی سے اپنے بچوں کی شادیاں کر دیں اور سفید پوشوں کی پردہ پوشی بھی رہ گئی۔ مَیں نے خود بھی ان دنوں دسیوں لوگوں کو اپنے بچوں کی اور بچوں کو بھی اپنی شادیاں سادگی سے کرنے کی تحریک کی۔ ان میں اکثر نے نہایت کفایت شعاری سے کام لیتے ہوئے شادی کر دی۔ بلکہ ربوہ میں میرے ایک پیارے صاحب حیثیت دوست نے واٹس ایپ پر میسجز کے ذریعہ اپنے بیٹے کی شادی کی اطلاع دے کر دعا کی درخواست کی اور اپنے صحن میں دس پندرہ عزیزوں کو بلا کر ولیمہ کر دیا، جبکہ محلہ میں جانے والوں کے گھروں میں شیرینی بانٹ کر ان کو بھی خوشی میں شامل کیا۔ میری ایک عزیزہ نے بہت حسرت کے ساتھ مجھے یہ کہا کہ کاش! میری بچیوں کے رشتے ہوئے ہوتے تو میں ان حالات میں نہایت سادگی سے ان کو بیاہ دیتی۔

مجھے یاد ہے کہ جرمنی سے ایک دوست نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے اس کرونا وبا میں بیٹے کی شادی کے لئے مشورہ کی درخواست کی تو حضور انور نے تحریر فرمایا۔ آپ دونوں میاں بیوی اور بیٹا ایک گاڑی میں جا کر دلہن کو ساتھ لے آئیں۔ چنانچہ اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔ حالانکہ اس دوست کے بہن بھائی اور دیگر قریبی رشتہ دار ان کے آس پاس ہی مقیم ہیں۔ اُن کو بھی مدعو نہ کرنے پر کوئی اعتراض نہ ہوا۔ اعتراض ہونا بھی کیا تھا۔ جب خلیفۃ المسیح نے ہدایت فرما دی تو سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا۔ اگر پہاڑ بھی ٹوٹ جائے تو خیر ہے۔ اطاعت خلافت لازمی ہے۔

اس کے مقابل پر ایسے لوگ بھی ہیں جو تمام پابندیوں کو بالائے طاق رکھ کر کثیر تعداد میں مدعوین کو بلا کر شادی کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ ان مواقع پر ایسے لوگ بھی آ جاتے ہیں جن کو اتنا شعور بھی نہیں ہوتا کہ ہم کرونا میں مبتلا ہیں، دوسروں کی اس مرض سے حفاظت کی خاطر ہم نہ جائیں۔ صبر کریں اور معذرت کر دیں۔ ایسی شادیوں پر پھر ایسے شعور سے عاری مدعوین کو بھگتنا پڑتا ہے۔ اس حوالہ سے خبریں ملتی رہتی ہیں۔ گزشتہ دنوں جرمنی سے اطلاع تھی کہ 60 افراد پر مشتمل شادی کے ایک فنکشن میں کرونا میں مبتلا ایک مریض دیگر مہمانوں میں گھل مل گیا اور درجنوں بے قصور اور معصوم لوگوں کو کرونا کا تحفہ دے گیا۔ اسی طرح ایک شادی میں کرونا سے متاثر ایک میاں بیوی نے شرکت کر لی۔ جن سے کئی افراد متاثر ہوئے ان میں سے ایک متاثرہ خاتون نے اپنے خاندان کے ایک بزرگ کو اطلاع دے کر دُعا کی درخواست کی۔ اس بزرگ نے دعا دی اور بعد میں بھی کر رہے ہوں گے مگر ساتھ ہی انہوں نے لکھا ’’یہ شادی کی کرامات ہیں‘‘ کرامات کے الفاظ کو اچھے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں لیکن یہاں اس کے معنی نوازشیں وغیرہ کے ہیں، گو نوازشیں بھی مثبت لفظ ہے لیکن یہاں منفی معنوں میں لیا جائے گا۔

ایسی شادیوں پر تمام ایس او پیز کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ ہمارے ایشیائی معاشرہ میں ہر بات کو سنجیدگی سے نہیں لیا جاتا ضروری ہے کہ جس طرح پاکستان میں شادی کارڈ پر لکھا جاتا ہے ’’وقت کی پابندی کریں‘‘ اسی طرح یہ الفاظ شادی کارڈ پر لکھنے میں کوئی عار نہیں ہونا چاہئے کہ ’’کرونا سے متاثرہ لوگ شامل نہ ہوں‘‘، فنکشن میں ہاتھ ملانے اور معانقہ کرنے سے پرہیز کریں۔ بلکہ شادی ہال میں بھی ان تحریروں کے بینرز آویزاں کرنے کی ضرورت ہے۔

ایسے لوگوں کے لئے جو ان حالات میں بھی بڑے فنکشن کرنے اور بے دریغ پیسہ خرچ کرنے سے بھی باز نہیں آتے۔ جماعت نے نیکی کمانے کے اور بھی سامان پیدا کر رکھے ہیں۔ جیسے مریم شادی فنڈ میں رقم ادا کر کے کسی احمدی بچی کے لئے رقم تحفۃً دی جا سکتی ہے۔ یتامیٰ فنڈ اور سیدنا بلال فنڈ میں بھی ثواب کی خاطر مالی قربانی پیش کی جا سکتی ہے یا ویسے خاموشی سے اپنے ماحول میں ایسے خاندان کی احمدی بچی کی شادی کروائی جا سکتی ہے جو مناسب اخراجات کی بھی استطاعت نہ رکھتے ہوں۔

یہاں مغربی ممالک میں تو اطلاعات کا نظام ایسا موثر ہے اگر فنکشن میں کرونا سے متاثر شخص نے شمولیت کی ہے تو اس فنکشن کے تمام شاملین جو ملک کے ہیلتھ سسٹم سے منسلک ہیں کو دس دن تک Isolate کرنے کی ہدایت آ جاتی ہے تا کرونا مزید نہ پھیلے۔ مگر کچھ ممالک میں تو احتیاط بھی نہیں برتی جاتی اور دوسرے پیشگی حفاظت کے لئے کوئی انتظام بھی نہیں ہے۔

آج کے کرونا کے خطرناک حالات کے پیشِ نظر ان چند سطور سے آئندہ شادی کرنے والوں سے ایس او پیز کو ملحوظ خاطر رکھنے کی درخواست ہے۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی متعدد بار احتیاط برتنے اور ایس او پیز کو اپنانے کی تلقین فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو ہر آفت اور مصیبت سے محفوظ کرتے ہوئے صحت و سلامتی سے رکھے اور اسلامی تعلیمات کو اپنانے اور فضول رسوم سے بچنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین۔

(ابو سعید)

## آج کی دعا

رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۲﴾

(البقرہ:202)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ! ہمیں دنیا میں بھی حَسَنہ عطا کر اور آخرت میں بھی حَسَنہ عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

یہ قرآنِ مجید کی دنیا و آخرت کے حسنات کے حصول کی بہت پیاری اور افضل دعا ہے۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر دنیا و آخرت کی حسنات کے لئے ایک دعا سکھائی کہ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرہ:202) کہ اے ہمارے ربّ ہمیں دنیا میں بھی حسنہ عطا کر اور آخرت میں بھی حسنہ عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑی کثرت سے یہ دعا پڑھا کرتے تھے اور صحابہ کو بھی فرمایا کرتے تھے کہ صرف آخرت کی حسنات نہ مانگو بلکہ دنیا کی حسنات بھی مانگو۔

ایک روایت میں آتا ہے، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کی عیادت فرمائی جو بیماری کے باعث کمزور ہوتے ہوئے بہت دبلا پتلا ہو گیا تھا، چوزے کی طرح ہو گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مخاطب کر کے فرمایا کیا تم کوئی خاص دعا کرتے ہو اس نے جواب دیا ہاں‘‘ پھر اس نے بتایا کہ مَیں یہ دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ! جو سزا تو مجھے آخرت میں دینے والا ہے وہ مجھے اس دنیا میں دے دے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سُبۡحَانَ اللّٰہ! تم اس کی طاقت نہیں رکھتے کہ خدا کی سزا اس دنیا میں حاصل کرو۔ تم یہ دعا کیوں نہیں کرتے کہ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ کہ اے اللہ تو ہمیں اس دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔‘‘ راوی کہتے ہیں کہ جب اس بیمار نے یہ دعا کی تو اللہ کے فضل سے شفا یاب ہو گئے۔ صحت مند ہو گئے۔

(مسلم، کتاب الذکر والدعآء۔ باب کراھۃ الدعآء بتعجیل العقوبۃ فی الدنیا)

(خطبہ جمعہ 29 ستمبر 2006ء خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 499)

مرسلہ: مریم رحمٰن

ابو حمزہ

# پور پور گواہی دے گی

حَتّٰۤی اِذَا مَا جَآءُوۡہَا شَہِدَ عَلَیۡہِمۡ سَمۡعُہُمۡ وَ اَبۡصَارُہُمۡ وَ جُلُوۡدُہُمۡ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۱﴾ (حمٓ سجدہ:21)

یہاں تک کہ جب وہ اُس (آگ) تک پہنچیں گے اُن کے کان اور اُن کی آنکھیں اور اُن کے چمڑے اُن کے خلاف گواہی دیں گے کہ وہ کیسے کیسے عمل کیا کرتے تھے۔

قرآن کریم جا بجا تنبیہ کرتا ہے کہ بروز حشر تمھارے لیے کوئی جائے مفر نہ ہوگا۔ ہر انسان کے سامنے اس کا نامہ اعمال ہوگا جس پر وہ خود اپنے خلاف ہی گواہ ہوگا۔متعدد احادیث بھی اس امر کی توثیق کرتی ہیں، جیسا کہ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں بیان ہوا ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں «ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیئے اور فرمانے لگے، جانتے ہو میں کیوں ہنسا؟ ہم نے کہا اللہ ہی جانتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ قیامت کے دن اپنے رب سے جو حجت بازی کرے گا اس پر یہ کہے گا کہ اللہ کیا تو نے مجھے ظلم سے نہیں روکا تھا؟ اللہ فرمائے گا ’’ہاں‘‘۔ تو یہ کہے گا، بس آج جو گواہ میں سچا مانوں، اسی کی شہادت میرے بارے میں معتبر مانی جائے۔ اور وہ گواہ سوا میرے اور کوئی نہیں۔ اللہ فرمائے گا، ’’اچھا یونہی سہی تو ہی اپنا گواہ رہ‘‘، اب منہ پر مہر لگ جائے گی اور اعضاء سے سوال ہوگا تو وہ سارے عقدے کھول دیں گے۔ اس وقت بندہ کہے گا، تم غارت ہو جاؤ، تمہیں بربادی آئے تمہاری طرف سے ہی تو میں لڑ جھگڑ رہا تھا۔ (صحیح مسلم)

یہ قرآن کریم کا اعجاز ہے جس نے ایسا اسلوب اختیار کیا ہے کہ مادی ترقی کے اس دور میں آج ہم ان رموز کو سمجھنے کے قابل ہو گئے ہیں جنہیں ماضی میں سمجھ پانا کافی مشکل تھا۔قرآن بار بار غور و فکر و تدبر کی تلقین کرتا ہے اور مرورِ زمانہ اپنے معنی تدبر کرنے والوں پر عیاں کرتا ہے۔ یہ ایک بحر بیکراں ہے جس میں غوطہ زن ہونے والا بقدر فہم علم و حکمت کے خزانوں سے فیض پاتا ہے۔

قرآنی تعلیمات اوامر و نواہی سے پر ہیں، اطاعت گزاروں، نیکوکاروں کو خوشخبریاں دیتا ہے اور سرکشوں کو خبردار کرتا ہے کہ تمہارے لیے کوئی جائے مفر نہیں خواہ تم کتنی بھی کوشش کرو۔ تمہاری پور پور تمہارے خلاف خود گواہی دے گی۔ عام مشاہدہ ہے کہ انسان اپنے بچاؤ کی تدبیر میں ہر ممکن حد تک جاتا اور ہر حربہ استعمال کرتا ہے۔سوائے متقی کے جو اپنی ناسپاسی کا معترف ہو اور اپنے معاصی کا اقرار کر لے۔ تو یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ عادی مجرم کیسے اپنے خلاف خود گواہ بن سکتا ہے؟

اس امر کی طرف توجہ تب پیدا ہوئی جب ایک دن موبائل کی اسکرین پر نوٹفکیشن جگمگایا۔ مجھے آگاہ کیا گیا کہ میں اس کی بورڈ پر لکھنے کے لیے پچاس ہزار بار اس کے بٹن دبا چکا ہوں جنہیں اس کی بورڈ نے اپنی یادداشت (memory) میں محفوظ کر لیا ہے۔ یہ پانچ ایم بی کا چھوٹا سا سافٹ ویئر سارا حساب کتاب رکھ رہا تھا۔ یہی نہیں موبائل میں موجود دیگر تمام چھوٹی چھوٹی اپلی کیشنز اور سافٹ ویئر موبائل کی تصاویر گیلری، فون کے کیمرہ، مائکروفون، تمام رابطہ نمبر سمیت ہر چیز ان چھوٹے چھوٹے سافٹ ویئر کی دسترس میں ہیں۔ میرے تمام ای میل جو میں ٹائپ کر چکا ہوں، ان کے تمام پاس ورڈ، تمام بینکنگ اپلی کیشن اور ان سے ہونے والی تمام ٹرانزیکشنز، میں کون کون سے الفاظ استعال کرتا رہا ہوں، کس کس سے ان بکس میں کیا کیا باتیں کر چکا ہوں، کس کس جگہ پر گیا ہوں اور میں نے کیا کیا باتیں کی ہیں، اور کیا کچھ آن لائن خریدا ہے اور اپنے موبائل سے کیا کچھ سرچ کر چکا ہوں۔ یہ بے وقعت سے چھوٹے سے سافٹ ویئر میرے موبائل پر ہونے والے ہر عمل کے گواہ ہیں اور مکمل حساب کتاب رکھتے ہیں۔

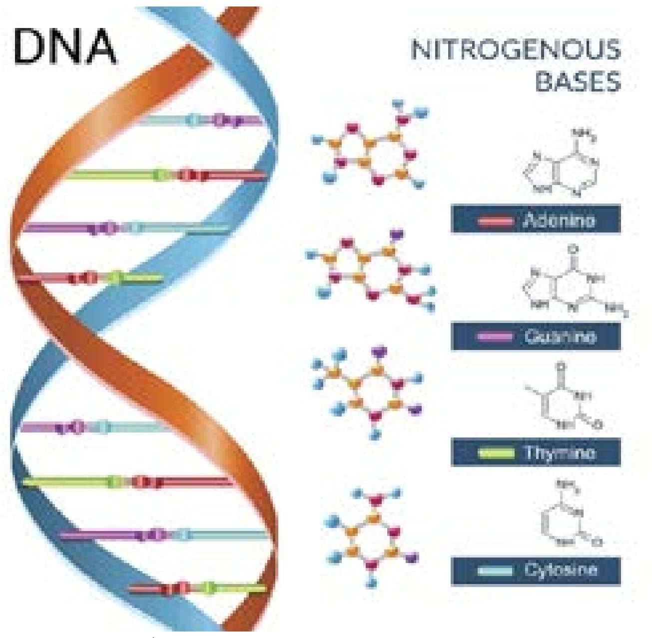


بعینہ ایسا ہی حساب کتاب رکھنے والا اور اس سے کئی گنا پیچیدہ سافٹ ویئر انسان کے اندر بھی ہے جسے ڈی این اے کہا جاتا ہے۔ ڈی این اے یعنی ’’ڈی آکسی رائبو نیوکلک ایسڈ‘‘۔ ہمارا جسم 37 ٹرلین (37,000,000,000,000) خلیوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ ہر خلیہ ایک مالیکیول پر مشتمل ہوتا ہے جسے ڈی این اے کہا جاتا ہے۔ ڈی این اے کسی بھی انسان کا وہ جینیاتی کوڈ ہے جس کے ذریعے انسان کے بارے میں معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ ایک ڈی این اے میں انسان کی ظاہری شکل و صورت، اس کی زندگی اور شناخت سمیت معلومات کا اتنا بڑا ذخیرہ موجود ہے کہ انسانی عقل اب تک ڈی این اے میں موجود تمام معلومات کا احاطہ نہیں کر پائی۔

ایک ڈی این اے میں موجود معلومات کا ذخیرہ کتنا بڑا ہو سکتا ہے اس کا اندازہ ذیل میں دیے گئے اعداد و شمار سے لگایا جا سکتا ہے۔ پورے انسانی وجود کے محض ایک خلیے کے ڈی این اے کو اگر لمبائی میں لکھیں تو 6 فٹ تک ہوگی۔ اگر انسانی جسم کے تمام خلیوں میں موجود ڈی این اے کو جوڑا جائے تو اس کی لمبائی 100 بلین میل تک پہنچ جائے گی۔ یہ فاصلہ اتنا ہے کہ ہم 14 بار اپنے پورے سولر سسٹم سے باہر نکل سکتے ہیں۔ یا پھر 600 بار زمین سے سورج تک کا سفر کر سکتے ہیں۔ ایک انسانی جینم 20000 جینز پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ جینز ہمارے ڈی این اے کا 1 سے 2 فیصد ہوتے ہیں۔ باقی کا 98 فیصد سائنسدانوں کے نزدیک Non Coded DNA ہے۔ مزید یہ کہ ابھی تک ہم صرف 20 فیصد ڈی این اے اور اس میں موجود معلومات کے بارے میں ہی جان پائے ہیں۔

انسانی ڈی این اے میں معلومات کا ذخیرہ اس قدر زیادہ ہے کہ ایک گرام ڈی این اے میں 700 ٹیرابٹ (TB) تک ڈیٹا موجود ہوتا ہے۔ ایک ٹیرابٹ ایک ہزار جی بی (GB) کے برابر ہوتا ہے۔ اب تک بنائے جانے والے سمارٹ فون میں زیادہ سے زیادہ 512 جی بی تک ڈیٹا محفوظ کرنے کی گنجائش ہوتی ہے۔

ایک گرام ڈی این اے میں کتنا ڈیٹا ہو سکتا ہے اسے یوں سمجھ لیں کہ 358000 گھنٹوں پر مشتمل ایچ ڈی ویڈیوز اس میں آرام سے سما سکتی ہیں۔ اور یہ صرف ایک گرام ڈی این اے کی بات ہو رہی ہے جبکہ ایک انسانی جسم میں 50 گرام تک ڈی این اے ہوتا ہے۔ اب 700 کو 50 سے ضرب دے لیں حاصل جواب انسانی ڈی این اے کا کل حجم ہوگا، یعنی 35000 ٹیرابٹ۔ انسانی جینم ڈی این اے کا ایک مکمل سلسلہ ہوتا ہے جس کی تعداد تین ملین جوڑوں کی صورت میں ہوتی ہے۔ اگر ان کو ڈز کو لکھنے بیٹھیں اور بنار کے ہر منٹ میں 60 الفاظ ٹائپ کریں تو تمام کوڈز لکھنے میں 95 سال لگ جائیں گے۔

ہمارے جسم کے ایک خلیے کو اپنی کاپی بنانے میں 8 گھنٹے کا وقت لگتا ہے۔ قدرت کی صناعی دیکھیے کہ اتنا پیچیدہ اور مفصل ہونے کے باوجود ہر شخص کا ڈی این اے دوسرے انسان سے مختلف ہوتا ہے۔ ڈی این اے ٹیسٹ کے لیے انسانی جسم کے کسی بھی عضو مثلاً ہڈی، ہڈی کے گودے، ناخن حتی کہ بال تک سے بھی نمونہ حاصل کر کے اس کے بارے میں جانا جا سکتا ہے۔یعنی ایک شخص جو مر کھپ کر مٹی ہو چکا ہو اس کی باقیات سے ڈی این اے کا نمونہ حاصل کر کے اس کے بارے میں یہ جانا جا سکتا ہے کہ اس کی جنس کیا تھی، اس کے بالوں اور آنکھوں کا رنگ کیسا تھا، جسمانی ساخت کیا تھی، اسے کون کون سی بیماریاں لاحق تھیں وغیرہ وغیرہ۔حتیٰ کہ سائنسدانوں کے مطابق ڈی این اے کی مدد سے مرنے والے شخص کی ہو بہو تصویر بھی بنائی جا سکتی ہے۔ کسی زندہ شخص کے ڈی این اے سے اس کے خاندان کا پتہ لگایا جا سکتا ہے، اسے کون سی بیماری ہے یا کون سی بیماری ہونے کا امکان ہے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ ڈی این اے کے ذریعے اس بات کی بھی پیشن گوئی کی جا سکتی ہے کہ مذکورہ شخص کی موت کس بیماری سے ہوگی۔ کسی خاندان میں کوئی مخصوص بیماری ہو تو ڈی این اے سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ اگلے پیدا ہونے والے بچے میں وہ بیماری ہوگی یا نہیں۔

اب تک بنائی گئی جدید اور محفوظ ترین ہارڈ ڈرائیو میں سے بھی ڈیٹا کے ضائع ہونے کے امکانات موجود ہوتے ہیں، لیکن ایک ڈی این اے میں موجود معلومات صدیوں تک ہر قسم کے موسمی تغیرات کے باوجود محفوظ رہ سکتی ہیں۔ ہر انسان کا ڈی این اے دوسرے سے مختلف ہوتا ہے سوائے جڑواں بچوں کے۔ کیونکہ ان کی پیدائش ایک ہی اسپرم اور بیضے سے ہوتی ہے۔ والدین، اولاد اور بہن بھائیوں کے ڈی این اے میں ایک خاص مشابہت ہوتی ہے جو کسی دوسرے انسان کے ساتھ نہیں پائی جاتی۔ اسے تیکنیکی اصطلاح میں ’’ڈی این اے فنگر پرنٹنگ‘‘ کہا جاتا ہے۔ ڈی این اے کی اس خصوصیت کو بچوں کے والدین کی شناخت، حادثات اور مجرموں کی پہچان میں استعمال کیا جاتا ہے۔

انسانی جسم کا آغاز صرف ایک خلیے زائیگوٹ سے ہوتا ہے۔ جو ماں اور باپ کی طرف سے آنے والے ایک ایک سپرم اور بیضے (Sperm & Egg) کے مدغم ہونے سے بنتا ہے۔ یہ زائیگوٹ تقسیم در تقسیم ہو کر کھربوں خلیوں پر مشتمل ایک انسان بناتا ہے۔ خلیے کی تقسیم کے ساتھ ساتھ ڈی این اے بھی کاپی (Replicate) ہو کر ہر نئے بننے والے خلیے میں چلا جاتا ہے۔ ڈی این اے کی کاپی تیار کرنے کا یہ نظام اتنا پیچیدہ اور حیرت انگیز ہے کہ عام حالات میں کاپیاں تیار کرتے ہوئے اربوں مالیکیولز میں سے ایک کی ترتیب بھی خراب نہیں ہوتی۔ کسی چھوٹی سی بھی غلطی کا نتیجہ خطرناک بیماری، معذوری یا جسمانی اعضاء کی تبدیلی کی صورت میں نکلتا ہے۔

بروز حشر اعضاء کس طرح گواہی دیں گے اس کا ایک چھوٹا سا عملی نمونہ ہم اپنی زندگی میں تب دیکھتے ہیں جب کسی ملزم کو ڈی این اے کی گواہی کی بناء پر عدالت مجرم قرار دے کر سزا دیتی ہے۔

ڈی این اے ایک نہایت ہی وسیع اور ٹیکنیکل موضوع ہے جس کا احاطہ چند صفحات پر کرنا ممکن نہیں۔ یہ معلومات نہایت اختصار کے ساتھ سادہ اور عام فہم انداز میں بیان کرنے کی اپنی سی کوشش کی ہے۔حضرتِ انسان اب تک صرف 20 فیصد ڈی این اے کو ہی سمجھ پایا ہے، باقی کے 80 فیصد ڈی این اے میں خالق کائنات نے کون کون سے اسرار و رموز رقم کر رکھے ہیں یہ ابھی ہم نہیں جانتے۔ انسان کا بنایا چھوٹا سا سافٹ ویئر اگر اس کا حساب کتاب رکھ سکتا ہے تو پوری کائنات کے خالق کے لیے کیا مشکل ہے کہ وہ اپنی بنائی ہوئی مخلوق سے خود اس کی زبان کو اسی کے خلاف گواہ بنا دے۔ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ۔

مولانا عطاء المجیب راشد۔ لندن

# پولینڈ کا تاریخی سفر

## سفرنامہ (25 اپریل تا 30 اپریل 2010ء)

(قسط دوم)

وارسا (جس کو پولش میں وارشا کہتے ہیں) سے پولینڈ کے اس دوسرے نمبر کے بڑے شہر KARAKOW (جو ایک وقت ملک کا دارالحکومت بھی رہا ہے اور اب بھی سیاسی اور ثقافتی اہمیت کی وجہ سے بہت معروف ہے) تک آتے ہوئے راستہ میں، میں نے منیر منور صاحب سے ذکر کیا کہ میں نے اس سفر میں یہ خاص بات نوٹ کی ہے کہ بیلجیم سے لے کر سارے جرمنی میں برلین تک اور بعد ازاں وارسا تک علاقہ ہموار رہا۔ معمولی نشیب وفراز تو آئے لیکن کوئی پہاڑ نظر نہیں آیا۔ واقعی یہ عجیب بات تھی۔ اس بات کا ذکر ہوا تو اس کے بعد فوراً ہی ہم نے زیادہ نشیب وفراز والا علاقہ دیکھ لیا جو پہاڑوں یا سطح مرتفع جیسا تو تھا لیکن پوری طرح نمایاں پہاڑ نہ تھے۔ لیکن بتایا گیا کہ KARAKOW کے قریب ایک خوبصورت علاقہ ہے جو ایک خوبصورت Hill Station ہے وہ سارا پہاڑی علاقہ ہے جو پاکستان کے مری کی طرح ہے۔ اس سفر میں چونکہ مصروفیات بہت تھیں اور آج کا دن خاص طور پر بہت مصروف تھا اس لئے اس جگہ جانے کی کوئی صورت ممکن نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو پھر کبھی موقعہ بن سکے گا وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق۔

آج KARAKOW آتے ہوئے ابتداء میں موسم قدرے سرد تھا۔ کچھ وقت بارش بھی ہوئی لیکن بعد میں موسم کھل گیا بلکہ گرمی بھی محسوس ہونے لگی۔ سڑک کے ساتھ دائیں بائیں کا علاقہ اچھا سرسبز تھا۔

دوپہر کے کھانے کے لئے یونیورسٹی کے اسسٹنٹ پروفیسر Dr. KONARD ہمیں لینے کے لئے کار پارک میں آ گئے۔ ان کے ساتھ (مختصر بات چیت کے بعد) یونیورسٹی آ گئے۔ اس یونیورسٹی کا نام TISCHNER یونیورسٹی ہے اس کے شعبہ Peace and development studies میں لیکچر کا پروگرام ہے۔ اس شعبہ کے لیکچر ہال میں چلے گئے۔ معلوم ہوا کہ یہ یونیورسٹی پانچ سال پرانی ہے۔ جماعت کے دوستوں نے اجلاس کی تیاری کی۔ مہمانوں کے لئے لٹریچر کے پیک تھیلیوں میں ڈال کر لائے ہوئے تھے۔ بڑے انفارمل انداز میں لیکچر ہوا۔

وقت مقررہ پر پروفیسر مذکور نے پروگرام کا اور میرا تعارف کروایا اور اس کے بعد تلاوت قرآن کریم مکرم منیر منور صاحب نے کی۔ ترجمہ احمدی شامی دوست محمود صاحب نے پڑھا۔ اس کے بعد میں نے 40 منٹ تک انگریزی میں تقریر کی۔ تشہد وتعوذ اور بسم اللہ کے بعد سلام کہا۔ پھر پولینڈ میں ہونے والے دردناک حادثہ پر پولش لوگوں سے تعزیت کی۔ یہ حادثہ 10 اپریل کو ہوا جس میں ملک کے صدر اور ان کی بیگم اور 94 اور سینئر حکومتی عمائدین سب اس حادثہ کی نذر ہو گئے تھے۔ (اس تعزیت کے ذکر کا سامعین پر بہت اچھا اثر ہوا)

تقریر میں نے لکھی ہوئی تھی اور جماعت کو پہلے سے بھجوا دی گئی تھی اس کا پولش ترجمہ جماعت نے تیار کر لیا تھا۔ اس کی ایک ایک کاپی سب حاضرین کو تقریب کے آخر میں لٹریچر کے تھیلہ میں ڈال کر دی گئی۔ تقریر میں نے پڑھ کر کی اور وقت پر مکمل ہوگئی (میں نے اپنے ذاتی چھوٹے ریکارڈر پر اسے اپنے لئے ریکارڈ بھی کر لیا ہے) تقریر کے بعد 50 منٹ سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ اچھے عمدہ سوالات ہوئے اور حاضرین نے ساری کاروائی کو بہت توجہ سے سنا۔ حاضرین یعنی مہمانوں کی تعداد 22 تھی جبکہ جماعت کے بھی قریباً دس افراد تھے۔ مہمانوں نے بعد میں بھی بعض احمدی احباب اور خواتین سے سوال وجواب کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس طرح الحمدللہ کہ یہ تقریب اچھی کامیاب رہی۔ سب مہمانوں کو لٹریچر دیا گیا۔ ڈاکٹر کونراڈ نے تقریب کے آخر میں جماعت کا شکریہ ادا کیا اور اچھے تاثرات کا اظہار کیا۔ اس تقریب سے فارغ ہونے کے بعد شام 7 بجے کے قریب ہم نے اس یونیورسٹی کے پروفیسر کو اپنے ساتھ شام کے کھانے کی دعوت دی ہوئی تھی۔ چنانچہ وہ ہمارے ساتھ آئے۔ پہلے ہم نے شہر کی کار میں چلتے چلتے کچھ سیر کی۔ اس کے آخر میں وہ محل بھی دیکھا جس میں ملک کے بادشاہوں کے مزار بھی بنائے گئے ہیں اور جہاں پر چند روز قبل ملک کے صدر اور اہلیہ کو بھی دفن کیا گیا تھا۔ ہم وہاں پہنچے تو پتہ چلا کہ قبروں والا حصہ بند ہونے میں صرف چند منٹ باقی ہیں اس لئے ہم نے جلدی جلدی جا کر ان قبروں کو بھی دیکھ لیا۔ بہت لوگ آئے ہوئے تھے۔

اس کے بعد ہم ایک انڈین ہوٹل میں گئے جہاں کھانے کی بکنگ کروائی گئی تھی۔ یہ کافی دور تھا۔ وہاں جا کر کھانے کے انتخاب میں اور کھانے کی تیاری اور پھر کھانے میں کافی وقت لگ گیا۔ لیکن اصل مقصد اس پروفیسر سے بات چیت اور تعلقات کا استوار کرنا تھا۔ اس لحاظ سے اگرچہ اس کھانے میں بہت وقت لگا لیکن بات چیت کے لحاظ سے ملاقات بہت مفید رہی۔ رات 10 بجے کے بعد ہم فارغ ہوئے اور پھر واپسی کے لئے روانہ ہوئے۔

واپسی کا سفر بہت لمبا لگا کیونکہ سارے دن کے سفر اور پروگرام کی وجہ سے تھکان خوب ہوگئی تھی۔ واپسی پر میں سلیم جاپی صاحب کے بیٹے وسیم جاپی صاحب کی کار میں تھا۔ ساتھ محمود صاحب اور سلیم صاحب سے لٹریچر کی تیاری کے سلسلہ میں بات چیت ہوتی رہی۔ انہوں نے سارا راستہ بہت ہمت سے گاڑی چلائی۔ لمبا سفر تھا۔ راستہ میں ایک جگہ کار روک کر کار میں بیٹھے بیٹھے نماز مغرب وعشاء باجماعت ادا کیں (دوپہر کو اسی طرح ہم نے کار میں بیٹھے بیٹھے ظہر وعصر کی نمازیں بھی باجماعت ادا کی تھیں) نیز گرم گرم کافی پی۔

میں کافی دیر وسیم صاحب سے بات چیت میں مصروف رہا۔ اس کے بعد گہری نیند آ رہی تھی اس لئے میں نے کچھ وقت کے لئے نیند بھی کر لی۔ میرا خیال ہے کہ کم از کم ایک گھنٹہ یا اس سے کچھ زائد نیند کی ہوگی۔ بالآخر ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے رات کے تین بجے خیریت سے وارسا مشن ہاؤس پہنچ گئے۔ الحمد للہ۔

سفر کی بہت تھکان تھی لیکن یہ سوچا کہ اب سونے کا وقت نہیں ہے اس لئے وضو کر کے دو نفل اور تین وتر ادا کئے۔ اتنے میں 3:50 پر فجر کی آذان کا وقت ہوگیا۔ زبیر خلیل صاحب نے آذان دی اور میں نے نماز فجر گراؤنڈ فلور پر مسجد میں ادا کی۔ نماز کے بعد ایک گلاس گرم دودھ کا پیا اور اس کے بعد آرام کرنے کے لئے لیٹ گیا۔ ساڑھے 4 بج گئے تھے۔ اس کے بعد گہری نیند آئی اور صبح ساڑھے 9 بجے بیدار ہوا۔

## 28 اپریل 2010ء بدھ

رات الحمد للہ کہ آرام کا اچھا موقع مل گیا۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ نماز فجر کے بعد سونے کی اچھی صورت بن گئی۔ بیدار ہونے پر تھکان نہیں تھی۔ کچھ دیر کے بعد ناشتہ کیا۔

وارسا سے لندن واپسی کے لئے برٹش ائر کی فلائٹ پر میری سیٹ بک ہوئی تھی اس کی کنفرمیشن کے سلسلہ میں بذریعہ فون ان سے رابطہ میں بہت دقت پیش آ رہی تھی کیونکہ وہاں کوئی موجود نہ ہوتا تھا۔ آج صبح بڑی مشکل سے ایک کارکن سے زبیر خلیل صاحب کی بات ہوئی تو اس نے کچھ الجھن کا اظہار کیا۔ اس پر یہی فیصلہ کیا گیا کہ ائرپورٹ جا کر برٹش ائرویز کے دفتر سے براہ راست بات کی جائے۔ چنانچہ میں مکرم محمد منیر منور صاحب (امیر آسٹریا۔ پولینڈ۔ چیک ریپبلک) کے ساتھ ائرپورٹ گیا۔ فکرمندی تھی کہ اس کام میں کوئی روک پیدا نہ ہو۔ دعائیں کرتے ہوا گیا۔ ائرپورٹ پہنچ گئے۔ بہت اچھی اور خوبصورت عمارت ہے۔ ہم سیدھے BA کے دفتر گئے۔ کاؤنٹر پر کوئی کارکن نہ تھا۔ ایک اور مسافر بھی وہاں انتظار میں تھا۔ اس سے بات چیت ہوتی رہی۔ کافی انتظار کیا۔ پھر ساتھ والے کاؤنٹر سے بات کی تو اس نے اچھا مشورہ دیا کہ ڈیسک پر دستک دی جائے۔ چنانچہ یہ طریق اختیار کیا تو کاؤنٹر کے پچھلے حصہ سے ایک کارکن خاتون آئی۔ اس سے ہم نے بات کی۔ الحمد للہ یہ کام ہوگیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس نے ہمیں کمپیوٹر سے سیٹ کنفرمیشن کا نوٹ پرنٹ کر دیا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔ اس طرح ساری فکرمندی دور ہوئی اور اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر ادا کرتے ہوئے ہم واپس مشن ہاؤس آ گئے۔

واپس آ کر ہم نے نمازیں ادا کیں۔ کھانا کھایا جو ایک پولش احمدی خاتون اور ان کے میاں ڈاکٹر اعجاز صاحب نے بنایا تھا۔ بہت عمدہ

اور مزیدار کھانا تھا۔ اس کے بعد آج کے پروگرام کے سلسلہ میں، میں نے تقریر پر ایک نظر کی۔ تیاری کی اور باقی دوستوں کے ساتھ کاروں میں روانگی ہوئی۔

آج کی تقریب شہر کے مرکزی علاقہ میں ایک ہوٹل کے ہال میں منعقد ہوئی۔ ہوٹل کا نام Walling Rou ہوٹل تھا۔ اس کا نچلا حصہ اس تقریب کے لئے ریزرو کر دیا گیا تھا۔ اس میں بڑے قرینہ سے ہال کو سیٹ کیا گیا۔ دو ڈبوں کو اوپر نیچے رکھ کر ہوٹل والوں نے ڈائس بھی بنا دیا لیکن یہ میرے قد کے لحاظ سے ذرا اونچا بن گیا اور اس طرح پڑھنے میں کچھ دقت کا خیال تھا۔ اس کو نیچا کرنا ممکن نہ تھا تو اس کا علاج اس طرح کیا کہ پاؤں کے نیچے ایک چھوٹا سا پلیٹ فارم لا کر رکھ دیا گیا۔ اس سے یہ سارا مسئلہ حل ہو گیا۔ مجھے یاد آیا کہ جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر بھی ہم اس طرح کا انتظام کیا کرتے تھے کہ سب لوگوں کے لئے سہولت کی صورت پیدا ہو جائے۔

اس تقریب میں بھی (کل کی طرح) جماعت کے قریباً سب احباب اور خواتین نے شرکت کی۔ یہ بات جماعت کی علمی ترقی اور تربیتی بہتری کے لئے مفید ہوتی ہے۔ اس جگہ میں احباب جماعت پولینڈ کا مختصر ذکر بھی کر دیتا ہوں۔ امیر و مبلغ انچارج مکرم مولانا محمد منیر احمد منور صاحب ہیں جو آسٹریا میں رہائش رکھتے ہیں۔ مقامی طور پر جماعت کے اعزازی مبلغ اور واقف زندگی مکرم زبیر خلیل خان صاحب جو فروری 2010ء سے یہاں آئے ہوئے ہیں اور جن کے آنے سے یہاں کی جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بیدار ہے اور ان کی محنت اور کوشش سے جماعت کے کاموں میں بیداری اور بہتری پیدا ہو رہی ہے۔ ان کی بیگم بھی ان کے ساتھ رہتی ہیں لیکن ان دنوں وہ جرمنی گئی ہوئی ہیں۔ ان کے علاوہ ایک اور دوست مکرم وسیم جابی صاحب ہیں جو مکرم سلیم جابی صاحب کے بیٹے ہیں۔ یہ بھی مخلص احمدی ہیں اور جماعتی کاموں میں تعاون کرتے ہیں۔ ان کی بیوی ایک پولش خاتون ہیں جو دیندار اور سمجھ دار ہیں۔ یہ ان دنوں لجنہ کی صدر ہیں۔ (ضمناً ذکر کر دوں کہ ان دونوں میاں بیوی نے مل کر میری اس تقریر کا پولش زبان میں ترجمہ کیا ہے اور یہ ترجمہ جو خوبصورت ٹائپ پر تیار کیا گیا ہے اس کی ایک کاپی ہماری تقاریب میں آنے پر مہمان کو دیگر لٹریچر کے تحفہ کے ساتھ دی جا رہی ہے نیز مقامی جماعت کی ویب سائٹ پر بھی ڈالی جائے گی۔) ایک اور دوست ڈاکٹر اعجاز احمد صاحب جو روسی زبان بہت اچھی جانتے ہیں علاوہ ازیں پولش زبان بھی سیکھ گئے ہیں۔ یہ جماعت کے کاموں میں خوب تعاون کرنے والے ہیں۔ ان کی بیوی پولش خاتون ہیں۔ وہ بھی کام میں میاں کے ساتھ ہوتی ہیں۔ کھانا اچھا بناتی ہیں۔ ان کے علاوہ ایک اور دوست مکرم عطاء الرحمٰن صاحب ہیں۔ یہ بھی مخلص دوست ہیں۔ جماعت کے کاموں میں مدد کرتے ہیں ان کی شادی بھی ایک پولش خاتون سے ہوئی ہے۔ ایک اور شامی دوست محمود احمد صاحب ہیں جو وسیم جابی صاحب کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔ ان کی بیوی بھی پولش

ہیں۔ ان کا ایک بچہ سالم ہے۔ یہ دوست محمود صاحب بھی بہت مخلص ہیں اور تبلیغ کا جذبہ رکھتے ہیں۔

یہ سب دوست جن کا میں نے ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج کی تبلیغی تقریب میں شامل تھے۔ تقریب کا آغاز 5 بجے ہوا۔ تقریب کی صدارت کے لئے یونیورسٹی کے ایک پروفیسر DR.MAREK کو کہا گیا تھا جن سے جماعت کی پرانی واقفیت ہے۔ وہ مکرم منیر احمد منور صاحب کو پولش زبان پڑھاتے رہے ہیں۔ جماعت سے کافی واقف ہیں۔ انگریزی اچھی جانتے ہیں۔ ان کی کلاس کے 12 طلبہ بھی اس اجلاس میں شمولیت کے لئے بڑے شوق سے آئے اور بڑی توجہ سے انہوں نے ساری کاروائی کو سنا۔ تلاوت اور ترجمہ کے بعد پروفیسر مذکور نے میرا مختصر تعارف کرا دیا اس کے بعد میں نے 40 منٹ تعارف اسلام اور احمدیت کے بارہ میں تقریر کی جس میں عام طور پر اسلام کے بارہ میں پھیلائی جانے والی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا گیا۔ جماعت کا مختصر لیکن جامع تعارف بھی تھا۔ الحمد للہ کے سب نے بہت توجہ سے تقریر سنی۔

اس کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا جو قریباً 40 منٹ جاری رہا۔ سوالات محدود تھے لیکن بہت اچھے اور سنجیدہ سوالات تھے جن کے تفصیلی جواب دینے کا موقع ملا۔ سب حاضرین کو جماعتی لٹریچر بھی دیا گیا۔ تقریب میں مہمانوں کی تعداد (جو سب پولش تھے) 13 تھی۔ اگرچہ تعداد بہت زیادہ نہ تھی لیکن سب نے کمال دلچسپی اور توجہ سے سب باتوں کو سنا۔ یہ سب یونیورسٹی کے شعبہ انگریزی سے متعلق تھے اس لئے ان کو انگریزی میں کوئی روک یا دقت نہ تھی۔

آخر میں شکریہ اور دعا ہوئی۔ اس سے قبل پروفیسر مذکور نے جو صدارت کر رہے تھے اس عاجز کی تقریر کے بارہ میں بہت اچھی رائے کا اظہار کرتے ہوئے اسے پُرمغز اور بہت مفید قرار دیا۔

تقریب کے آخر میں سب مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ اس دوران بھی بات چیت کا سلسلہ جاری رہا۔ میں نے پروفیسر صاحب کو لندن آنے کی دعوت دی۔

کھانے کے آخر میں ایک جرنلسٹ خاتون سے انٹرویو ہوا۔ اس نے متعدد سوالات پوچھے جن کے جوابات دیئے گئے۔ اس خاتون کو مقامی صدر لجنہ نے مدعو کیا تھا۔

الحمد للہ کہ ساری تقریب بہت عمدہ، مفید اور کامیاب رہی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ سلسلہ آگے سے آگے بڑھتا رہے اور تبلیغ کی راہیں کھلتی چلی جائیں۔

اس کے بعد ہم مشن ہاؤس واپس آ گئے۔ واپس آتے ہوئے کار میں بیٹھے بیٹھے سٹی سینٹر کے علاقہ کو دیکھنے کا موقع ملا۔ مشن آ کر منیر صاحب اور زبیر صاحب کے ساتھ بات چیت ہوئی اور بعض TV پروگرام بھی دیکھے۔ کل کے پروگرام کے بارہ میں مشورہ بھی ہوا۔

## 29 اپریل جمعرات

صبح سویرے اُٹھے اور نوافل ادا کرنے کی توفیق ملی۔ اس کے بعد مسجد میں نماز فجر پڑھائی۔ اپنے کمرے میں آ کر تلاوت کی۔ ایک سیب کھایا اس کے بعد پونے نو بجے تک آرام کیا۔ خوب اچھی نیند آئی۔ اس دوران فون وغیرہ بھی کوئی نہیں آیا جیسا کہ لندن میں اکثر ہوتا ہے۔ الحمد للہ کہ فریش ہو کر اٹھا اور اب یہ ڈائری مکمل کرنے کے بعد ناشتہ کے لئے جا رہا ہوں۔

ناشتہ کے بعد آج کے پروگرام کے لئے روانگی کی تیاری کی۔ کاغذات ٹھیک کرنے کے بعد غسل کیا اور تیاری کی۔ دعا کے ساتھ کمرہ سے روانہ ہوا۔ کار میں بیٹھ کر روانگی سے قبل بھی سب کے ساتھ اجتماعی دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آج کے اس تبلیغی پروگرام کو بہت کامیاب کرے اور غیر معمولی تائید و نصرت کا نشان دکھائے۔ آمین۔

ساڑھے گیارہ بجے ہم وارسا یونیورسٹی کے باہر پہنچ گئے۔ وہاں جا کر Faculty of oriental studies کی Dean پروفیسر Jolanta سے رابطہ کیا۔ انہوں نے دفتر میں آنے کا کہا۔ اس پر ہم ان کے دفتر میں گئے۔ ملاقات ہوئی۔ تعارف کے بعد ان کے دفتر میں چائے پی اور مختلف امور پر بات چیت ہوئی۔

بارہ بجے ہم دفتر سے نکل کر ان کے ساتھ اس بڑے کلاس روم میں آئے جہاں یہ تقریب ہونی تھی۔ یہ دیکھ کر بہت ہی خوشی ہوئی کہ ہمارے آنے سے قبل یہ بڑا کمرہ قریباً، قریباً بھرا ہوا تھا۔ یونیورسٹی کے طلبہ و طالبات بڑے شوق سے آئے ہوئے تھے۔ چند منٹوں کے بعد پروفیسر

صاحبہ نے کاروائی کے آغاز کا اعلان کیا۔ تلاوت و ترجمہ کے بعد انہوں نے میرا تعارف کروانے کے بعد تقریر کی دعوت دی۔ خاکسار نے تعارف اسلام اور تعارف احمدیت کے موضوع پر 40 منٹ تقریر کی جو غیر معمولی توجہ اور دلچسپی سے سنی گئی۔ اس کے بعد سوال و جواب کے سلسلہ کا آغاز ہوا۔ پروفیسر صاحب نے اور طلبہ و طالبات نے متعدد سوالات کیے جو بہت عمدہ تھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل اور تائید سے ان سوالات کے تفصیلی جوابات دینے کی توفیق دی۔ بعض بہت گہرے اور علمی سوالات تھے الحمد للہ کہ تسلی بخش جوابات دینے کی توفیق ملی۔ میں نے خود محسوس کیا کہ اللہ تعالیٰ نے خاص مدد اور راہنمائی فرمائی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

اس اجلاس میں 45 سے زائد طلبہ و طالبات نے اور علاوہ ازیں جماعت کے ممبران نے شرکت کی۔ جس توجہ سے سامعین نے میری تقریر اور سوالات کے جوابات کو سنا وہ بہت نمایاں طور پر غیر معمولی بات تھی دیکھ کر واضح طور پر معلوم ہو رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ اس پیغام کو خوب سمجھ رہے تھے اور بعض جوابات سن کر تائید اور اطمینان کے طور پر سر بھی ہلا رہے تھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

آخر میں پروفیسر صاحبہ نے بہت عمدہ الفاظ میں تقریر پر شکریہ ادا کیا اور اس کی تعریف کی۔ جملہ طلبہ کو لٹریچر کا تحفہ ایک بیگ میں ڈال کر دیا گیا۔ اس طرح یہ تقریب عمدگی کے ساتھ مکمل ہوئی سوال و جواب کا دورانیہ 50 منٹ تھا۔

بعد ازاں پروفیسر صاحبہ ہمارے ساتھ ایک قریبی انڈین ہوٹل میں کھانے کے لئے گئیں۔ کھانے پر ان کے علاوہ مبلغ انچارج منیر صاحب اور مکرم زبیر خلیل صاحب اور خاکسار تھے۔ بہت اچھے، بے تکلف ماحول میں بات چیت ہوتی رہی۔ کھانا بھی عمدہ تھا سب نے بہت شوق سے کھایا۔ اس کے بعد ہم نے پروفیسر صاحبہ کو واپس یونیورسٹی چھوڑا۔

اس کے بعد ہم تینوں وارسا شہر کے بعض علاقوں میں سیر کے لئے گئے۔ ایک خوبصورت پارک کی سیر کی۔ اس میں مور بھی تھے متعدد تصاویر لیں اور پیدل کافی لمبی سیر کی۔ زبیر خلیل صاحب کو واپس یونیورسٹی میں چھوڑا جہاں ان کا ایک سبق تھا پھر ہم دونوں (میں اور منیر منور صاحب) وارسا شہر کے پرانے حصہ کی سیر کے لئے گئے۔ یہ علاقہ بھی بہت قابل دید ہے۔ پرانے شہر کے آثار پرانی عمارتیں بھی تھیں اور ساتھ ساتھ جدید عمارتیں بھی۔ بہت سے خوش منظر نظارے بھی دیکھے اور متعدد تصاویر لیں۔ شہر میں ایک لائبریری کو بھی باہر سے دیکھا۔ اس کے ساتھ ایک خوبصورت پارک ہے جو عمارت کی چھت پر ہے۔ اس کو دیکھنے گئے لیکن اس کو دیکھنے کا وقت ختم ہو چکا تھا۔ اس وجہ سے وہ نہ دیکھ سکے۔ پارک میں نماز ظہر ادا کی۔ اس کے بعد ایک پولش نوجوان سے اچانک تعارف ہوا اور کچھ دیر تعارفی اور تبلیغی رنگ کی بات چیت ہوئی ان سے زبیر خلیل صاحب کا رابطہ کروایا جائے گا۔

راستہ میں ایک جگہ کافی بھی پی جو بہت مزیدار تھی۔ اس کے بعد شام ساڑھے 7 بجے ہم ایک احمدی دوست کی کھانے کی دکان پر گئے جہاں وہ کام کرتے ہیں۔ وہاں شام کا کھانا کھایا جو کافی ثقیل محسوس ہوا۔ بہر حال ان سے ملاقات ہوگئی۔

اس کے بعد ہم واپس مشن ہاؤس میں آئے۔ ساڑھے 9 بجے پہنچے یہاں پر وسیم جالی صاحب اور محمود اللہ صاحب اور صدر لجنہ آئے ہوئے تھے۔ ہم سب نے نماز مغرب و عشاء جماعت کے ساتھ ادا کیں۔ میں نے نمازیں پڑھائیں۔ اس کے بعد جماعتی امور پر کافی دیر بات چیت ہوتی رہی۔ میں نے ایک تقریر میں تین باتوں کی طرف توجہ دلائی۔

1۔ نمازوں کا اہتمام اور دعاؤں پر خصوصی توجہ

2۔ چندوں کی ادائیگی کا خاص خیال رکھنا

3۔ جماعتی کاموں کے لئے وقت دینا۔

آخر میں دعا کروائی۔ اس طرح یہ مجلس برخاست ہوئی۔ الحمد للہ کہ اس گفتگو اور مجلس کا اچھا اثر ہوا۔ وسیم جالی صاحب محمود اللہ صاحب سے الوداعی ملاقات بھی کر لی کیونکہ ان شاءاللہ تعالیٰ کل صبح لندن کے لئے روانگی ہے۔ ان کے جانے کے بعد ہم تینوں نے ایک ایک کپ چائے کا پیا۔ اور کچھ دیر بات چیت ہوئی۔ اس کے بعد اپنے کمرہ میں آ کر ڈائری لکھ رہا ہوں۔ اس کے بعد سونے کا ارادہ ہے ان شاءاللہ تعالیٰ۔

## 30 اپریل جمعہ

آج کی ڈائری لکھنے سے قبل چند ایک متفرق امور کا ذکر کرتا ہوں۔

پولینڈ کے اس سفر کے دوران میرا قیام جماعت کے مشن ہاؤس میں رہا جو غالباً 1990ء میں خریدا گیا تھا۔ اسکے فرسٹ فلور پر ایک کمرہ میں میرا قیام تھا۔ ساتھ ہی غسل خانہ اور بیت الخلاء تھا جس سے بڑی سہولت رہی الحمد للہ۔

کل کے اجلاس کی صدارت جس خاتون پروفیسر نے کی بتایا گیا تھا کہ اس کا رویہ ابتدائی دنوں میں کچھ ایسا ہمدردانہ نہ تھا لیکن کل کے پروگرام سے پہلے ملاقات۔ پھر پروگرام اور پروگرام کے بعد کھانے کے موقع پر بات چیت سے اس کا رویہ بہت بدلہ ہوا تھا۔ اس نے ایک موقع پر بغیر ہماری طرف سے کسی سوال کے ازخود یہ اظہار کیا کہ تقریر میں جو باتیں کہی گئیں ہیں وہ بہت واضح ہیں اور بہت اچھے رنگ میں وضاحت کی گئی ہے۔ الحمد للہ۔

کل بھی اور اس سے قبل پرسوں اور ترسوں کے اجلاس میں، میں نے اپنی تقاریر میں سلام کا تحفہ پیش کرنے کے بعد، پولینڈ میں فضائی حادثہ پر پولش قوم سے تعزیت کا اظہار کیا۔ اس بات کا تینوں جگہ سامعین پر بڑا اچھا اثر ہوا اور انہوں نے اسلام کے بارہ میں نیک تاثر لیا۔ الحمد للہ۔

کل بعد دوپہر پروگرام کے بعد جب ہم سیر کر رہے تھے تو ہم نے صدارتی محل کو بھی دور سے دیکھا۔ اس کے سامنے تعزیتی پھول رکھے ہوئے تھے لوگ آجا رہے تھے۔ اس کے علاوہ ایک بڑے پارک کے باہر (جس کی ہم نے سیر کی تھی) صدر مملکت کے جنازہ سے متعلق بہت بڑی بڑی تصاویر بڑے اہتمام سے اس طرح سجائی گئی تھیں کہ سڑک کے کنارے پر چلتے ہوئے لوگ ان کو دیکھ سکیں۔ یہ اہتمام بہت عمدگی سے کیا گیا تھا۔ اب اس ڈائری کا آخری ورق لکھتا ہوں۔

صبح جلدی اٹھنے کی توفیق ملی۔ نوافل ادا کئے۔ اس کے بعد مسجد میں جا کر نماز فجر پڑھائی۔ پھر سفر کی کچھ تیاری کی۔ سامان ٹھیک کر کے بیگ کیا۔ پھر ناشتہ کیا۔ اسکے بعد سفر کی تیاری مکمل کر کے مشن ہاؤس سے روانہ ہوئے۔ مکرم منیر منور صاحب اور مکرم زبیر خلیل صاحب کار میں مجھے ائیرپورٹ چھوڑنے کے لئے آئے۔ راستہ میں رش نہیں تھا۔ جلدی ائیرپورٹ پہنچ گئے۔ فوراً چیک ان کرلیا۔ صرف ایک سوٹ کیس تھا۔ ہاتھ میں چند کاغذات رکھے۔ جلدی اندر آ کر ائیرپورٹ پر گھومتا پھرتا رہا۔ وقت کافی تھا۔ آرام سے ائیرپورٹ دیکھا۔ اس کے بعد بیٹھ کر آج کی یہ ڈائری لکھ رہا ہوں۔ ایسی جگہ بیٹھا ہوں جہاں سے سامنے رن وے نظر آرہا ہے۔ کچھ جہاز گردش میں ہیں۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد جہاز اترتا ہے اور ایک روانہ ہوجاتا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر میں ان شاءاللہ جہاز پر سوار ہوں گا۔ 8:10 پر جہاز کی روانگی ہوگی۔ لندن ہیتھرو آمد کا وقت 9:45 ہے۔ پرواز اڑھائی گھنٹے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ خیریت سے پہنچائے۔ آمین یہ پروگرام اس طرح رکھا ہے کہ میں بروقت جمعہ کے لئے پہنچ سکوں اور حضور انور سے، حضور کے مسجد بیت الفتوح آنے پر سلام اور ملاقات ہو سکے نیز حضور انور کے خطبہ جمعہ کا انگریزی ترجمہ کرنے کی سعادت بھی حاصل ہو جائے۔ آمین۔

الحمد للہ پولینڈ کا یہ میرا پہلا سفر بہت عمدہ رہا۔ تینوں دن بھرپور مصروفیات رہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

---

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

اس قدر تبدیلی دیکھتا ہوں کہ موسیٰ نبی کے پیروان سے جو ان کی زندگی میں ان پر ایمان لائے تھے ہزار درجہ ان کو بہتر خیال کرتا ہوں اور ان کے چہرہ پر صحابہ کے اعتقاد اور صلاحیت کا نور پاتا ہوں۔ ہاں شاذ و نادر کے طور پر اگر کوئی اپنے فطرتی نقص اور صلاحیت میں کم رہا ہو تو وہ شاذ و نادر میں داخل ہے۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ ہزار ہا آدمی دل سے فدا ہیں۔ اگر آج ان کو کہا جائے کہ اپنے تمام اموال سے دستبردار ہو جاؤ تو وہ دستبردار ہو جانے کے لئے مستعد ہیں۔ پھر بھی مَیں ہمیشہ ان کو اَور ترقیات کے لئے ترغیب دیتا ہوں اور ان کی نیکیاں ان کو نہیں سناتا مگر دل میں خوش ہوتا ہوں۔‘‘

(سیرت المہدی۔ حصہ اوّل صفحہ 165 ایڈیشن دوم مطبوعہ 1935ء)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23 ستمبر 2005ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

قدسیہ نور والا۔ ناروے

# ’’الفضل‘‘ سے میری اور میرے خاندان کی مثالی محبت

جب سے ہوش سنبھالا گھر میں ہر روز الفضل پوسٹ کے ذریعے آتا دیکھا۔ پڑھنا نہیں بھی آتا تھا تو تب بھی یہی پتہ تھا کہ یہ ایسی قیمتی چیز ہے کہ جسے ہر روز اباجان کی میز پے ضرور ہونا چاہیے۔ ابا جان (محمد نصیب عارف صاحب مرحوم) آفس سے آتے تو عصر کی باجماعت نماز کے بعد ہم سب گھیرا ڈال کے بیٹھ جاتے تو ابا جان اخبار سے ہمیں اچھی اچھی باتیں پڑھ کے سناتے۔ اور ہمارے لئے وہ قیمتی اور سچی باتیں بہت بڑا زندگی کا سرمایہ ہوتیں جن میں ہر روز سیکھنے اور سبق لینے کے لئے ضرور کوئی نہ کوئی بات نقش کر جاتی۔ اور پھر ابا جان الماری کے ایک خانے میں ترتیب وار اخبار محفوظ کرتے جاتے۔ ایک بھی شمارہ ادھر سے اُدھر نہ ہونے دیتے۔ اور سال گزرنے پے اس کی جلد تیار کر لیتے۔ سبحان اللہ۔

کیا ہی خوبصورت وہ دن ہوتا جب چھٹی والے دن ابا جان خود اپنے ہاتھ سے جلد کرتے۔ اور ہم پاس بیٹھے یا بھاگ بھاگ کے ان کی ضرورت کی ہر چیز لا کے انہیں دیتے اور اس کار خیر میں حصہ لیتے۔ یہ تمام الفضل کی جلدیں اور ابا جان اور ہمارے خاندان کے دوسرے گھرانوں کی کتب امی جان اپنی وفات سے پہلے ترتیب وار سیٹ کر کے لجنہ لائبریری راولپنڈی کو دے آئیں۔ آج وہ لجنہ کی لائبریری بھی امی جان کے نام پے زکیہ لائبریری کے نام سے موسوم ہے۔

اے اللہ! میرے والدین پے رحم کر جیسا انہوں نے ہمیں بچپن میں رحم سے پرورش کی۔ آمین

جب میں خود پڑھنے کے قابل ہوئی تو ابا جان بلند آواز سے اخبار سنتے تاکہ تلفظ بھی ٹھیک ہو، اردو بھی، لہجہ بھی اور علم میں اضافہ بھی۔

مجھے یاد ہے کہ میں اخبار کا ایک ایک لفظ پڑھا کرتی۔ یہاں تک کہ نکاح کے اعلان، درخواست دعا، اعلان وفات، حتی کہ جس دن وصیت کے اعلان چھپتے تو میرا پڑھنے کا وقت اور لمبا ہو جاتا۔ کیونکہ میں سب کے وصیت کے اعلان پڑھتی۔ جہاں مخلص احباب و خواتین اور بچے بچیاں اپنے تین سو روپے کے جیب خرچ اور صرف دو سونے کی بالیوں یا ایک انگوٹھی کی جائیداد پر بھی وصیت کروا رہے ہوتے۔ تو کہیں کروڑوں کی جائیداد اور حصہ آمد پے انفاق فی سبیل اللہ کو سامنے رکھ کے مالی قربانی کی جا رہی ہوتی۔ اور میں سوچتی کہ افریقہ کے غریب ترین لوگوں کی قربانی سے لے کے اور دنیا کے بھی امیر ترین احمدیوں اور تیسری دنیا کے غریب ممالک کے غریب لیکن پرخلوص فدائی احمدی کس طرح اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے اللہ کے سچے مہدی علیہ السلام کی اطاعت میں مالی قربانی کرتے ہیں اور اپنی نسلوں اور اپنے مال کو پاک کر کے جنت میں گھر بناتے ہیں اور یہ سب کچھ اس آخری زمانے کی ناجی جماعت میں رہ کے ہی ممکن ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر ؎

ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

کے مصداق صرف یہی جماعت ہی ہے۔ اور اس کو مضبوط بنانے کے لئے ہر احمدی کا متقی ہونا بہت ضروری ہے۔

بات الفضل کی ہو رہی تھی اور میں کہیں اور نکل گئی۔ غرض یہ کہ الفضل اخبار میرے لئے ایک دنیا تھی۔ ایک لائحہ عمل تھی۔ زندگی گزارنے کا طریقہ سکھانے والے تھی۔ ایک دوسرے کو محبت سکھاتی تھی۔ کتنے ہی نام جو اس میں لکھے ہوتے تھے۔ اپنی تحاریر کی وجہ سے وہ نام اور شخصیات دل میں نقش ہو جاتیں۔ اور ایسا لگتا کہ ہم سب ایک ہی جیسے اور شناسا ہیں۔ اور جب کبھی کسی موقع پے ملاقات ہوتی۔ تو کبھی پرائے نہیں لگے۔ کہ الفضل کی وجہ سے ان کے ساتھ غائبانہ محبت کا رشتہ جو دل میں ہو جاتا تھا۔

میرے بڑے بھائی رفیق احمد فوزی صاحب مرحوم سن اسیّ 80 ء کی دہائی میں نائیجیریا رہے۔ جہاں دوری کی وجہ سے اکثر الفضل لیٹ بھی ہو جاتا تھا۔ اور جب ملتا تو اس میں ساری معلومات ہوتیں کہ پردیس میں جماعت اور گھر سے دور کی تشنگی ختم ہو جاتی۔

غرض الفضل ایسا زندگی کے ساتھ ساتھ چلتا رہا کہ سسرال میں بچوں کے دادا جان کو بھی روزانہ پڑھ کے سناتی۔ پھر اپنے بچوں کو بھی اسی طرح سنانے لگ گئی جیسے ابا جان ہمیں سناتے تھے۔

جو اچھی نظم، واقعات، احادیث نظر آتیں۔ وہ میری ڈائری کی زینت بن جاتیں۔ کلام طاہر تو بہت بعد میں چھپی لیکن حضور کی نظمیں الفضل سے ہوتیں میری ڈائری اور پھر ترنم کی زینت بنتے ہوئے اجلاسات کی رونق بھی بننے لگیں۔ بیسیوں شاعروں کے کلام پڑھنے کو ملتے اور یاد رفتگان سے لے کے معجزانہ واقعات اور حضور ایدہ اللہ کی صحت، مصروفیات اور خبریں سب کا علم ہوتا رہتا اور علم سے محبت بڑھتی رہتی۔

پھر مشیئت ایزدی ناروے لے آئی۔ اور الفضل کچھ عرصہ کے لئے دور ہو گیا۔ لیکن اس کی یاد دل سے نہ گئی۔ اور آخر ایک مستقل ایڈریس ملتے ہی اخبار لگوا لیا جو پھر سے پوسٹ میں آنے لگ گیا تو ایک عجیب سے خوشی کا احساس ہوتا۔ اور پردیس میں دنیا کے ایک کونے کے ملک میں بھی جماعتی اور ملکی خبروں سے اللہ نے دور نہیں ہونے دیا۔ اور ثابت کر دیا کہ میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ اور اس کی سب سے بڑی گواہی احمدیوں کو وہاں لے جا کے آباد کرنا اور پھر اخبارات کے ذریعے جماعت کا پیغام پہچانا۔ سبحان اللہ

لیکن پھر ایک وقت وہ بھی آ گیا کہ مخالفین احمدیت نے پریس تک بند کروا دیے اور مجبوری روزگار نے کچھ عرصہ الفضل سے بہت دور کر دیا۔ کبھی کبھی کہیں سے پڑھنے کو مل، جاتا تو سیراب ہو جاتے۔ لیکن شکر الحمدللہ۔ کہ اللہ نے جب ایک در بند کیا تو کئی کھول دیے۔ اور اب الفضل

کی کئی جریدے چھپتے ہیں الحمدللہ۔ آن لائن بھی ہے۔ انٹرنیشنل بھی ہے۔ اور ہم قارئین الفضل اس سے فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں۔ اور مکمل خطبات کے متن پڑھ کے خلیفہ وقت کی فوری اطاعت کے قابل ہیں۔ اور یہ پیشگوئی بھی پوری ہوگئی کہ امام مہدی کے زمانے میں اس کی جماعت اس زمانے کی ہر الیکٹرانک ایجادات سے فائدہ اٹھائے گی۔

حضرت امام محمد باقر نے فرمایا:

ان کے لئے زمین سمٹ جائے گی اور زمین میں پوشیدہ خزانے ان پر ظاہر ہو جائیں گے۔ ان کی ساری سلطنت مشرق ومغرب پر پھیل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے اپنے دین کو ظاہر و غالب کرے گا خواہ مشرکین اسے کتنا ہی ناپسند کریں۔

(بحار الانوار جلد بارہ صفحہ 78)

آج یہ تحریر لکھتے ہوئے مجھے احساس ہو رہا ہے۔ بچپن کی الفضل سے محبت جو میرے والدین نے میرے دل میں ڈالی اور اللہ کے فضل اور انعام نے ہی مجھے ایک لمبی زندگی گزارنے کے بعد یہ توفیق دی کہ آج میں الفضل کی ٹیم کا حصہ بن سکوں جو میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ اس تحریر کے ذریعے میں ان سب کی فرداً فرداً شکر گزار بھی ہوں جو مجھے یہاں تک لانے اور مجھے لکھنے کی طرف توجہ دلانے کا سبب بھی بنے۔ اللہ ان سب کو اس کا اجر دے۔ اور ان کی نسلوں میں نیکیاں جاری رکھے آمین

اللہ کرے کہ آج بھی ایسے والدین ہوں جو میرے اور کئی دوسرے والدین کی طرح اپنے بچوں میں الفضل کی محبت اور علم کی طلب پیدا کر کے خود پڑھ کے سنانے اور سننے والے ہوں آمین۔

خدا ہمیں توفیق دے کہ ہم الفضل کے ذریعے علم اور مہدی و مسیح موعود علیہ اسلام کی جماعت کی محبت اور خلیفہ کی اطاعت اپنی نسلوں میں پیدا کر کے زیادہ سے زیادہ پڑھنے والے بنا سکیں۔ کیونکہ بخاری کی حدیث ہے کہ دوسروں کے لئے بھی وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ اور یہ اخبار ایک ایسا صدقہ جاریہ ہے کہ جس کا ایک ایک لفظ آپ کی زندگی اور آخرت سنوار سکتا ہے۔

قرآن پاک میں اللہ فرماتا ہے:۔

اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ السَّیِّئَۃَ

(المومنون: 97)

## بدی کو نیکی سے دور کرو

تو آج کے بدی کے اس زمانے میں جہاں دنیا گناہوں کے دلدل میں پھنسی ہے۔ اور جہاں گمراہی ہر جگہ پھیلی ہے وہاں الفضل باقاعدگی سے پڑھنا، پڑھانا اور اس کا شوق پیدا کرنا اور اس میں لکھنا ایسی نیکی ہے جو آپ کی آنے والی نسلوں کو بدی سے دور کرنے میں مددگار ہے۔ خدا ہمیں اس کی توفیق دے آمین۔

آخر میں حضور انور کا وہ بصیرت افروز پیغام یہاں ازدیاد ایمان کے لئے دوبارہ لگانا چاہوں گی جو حضور انور نے الفضل آن لائن کے اجراء کے موقع پہ 3 جنوری 2020ء کو دیا تھا۔

پیارے قارئین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ کہ روزنامہ الفضل لندن کے آن لائن ایڈیشن کا اجراء ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی انتظامیہ کو اخلاص و وفا اور محنت کے ساتھ اسے بہترین رنگ میں شائع کرنے کی توفیق دے اور اسے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین مجھ سے اس موقعہ پر پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔ میرا پیغام یہ ہے کہ یہ دور سائنسی ترقی کا دور ہے۔ (اللہ تعالیٰ کے فضل سے جدید دور کی سہولیات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے روزنامہ الفضل لندن کے آن لائن ایڈیشن کا اجراء کیا جارہا ہے جو بذریعہ انٹرنیٹ دنیا بھر میں کسی بھی جگہ ہر وقت بڑی آسانی کے ساتھ دستیاب ہوا کرے گا۔ یہ جماعت کا اہم اخبار ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کی تعلیمات پیش کی جائیں گی۔ خلیفۂ وقت کے خطبات اور خطابات بھی شائع ہوا کریں گے اور اس کے ذریعہ احباب جماعت کے اندر خلافت سے محبت اور وفا کا تعلق مزید تقویت پائے گا۔ اسی طرح اس میں مختلف ممالک سے جماعتی ترقی اور اہم تقریبات کی رپورٹس وغیرہ بھی شامل ہوا کریں گی۔ اس کے ذریعہ قارئین کو تاریخ احمدیت اور جماعتی عقائد سے آگاہ کیا جائے گا۔ یہ دینی معلومات میں اضافہ کا باعث ہوگا اور دینی اور روحانی تربیت کے سامانوں سے آراستہ ہوگا۔ پس یہ اخبار ان شاء اللہ

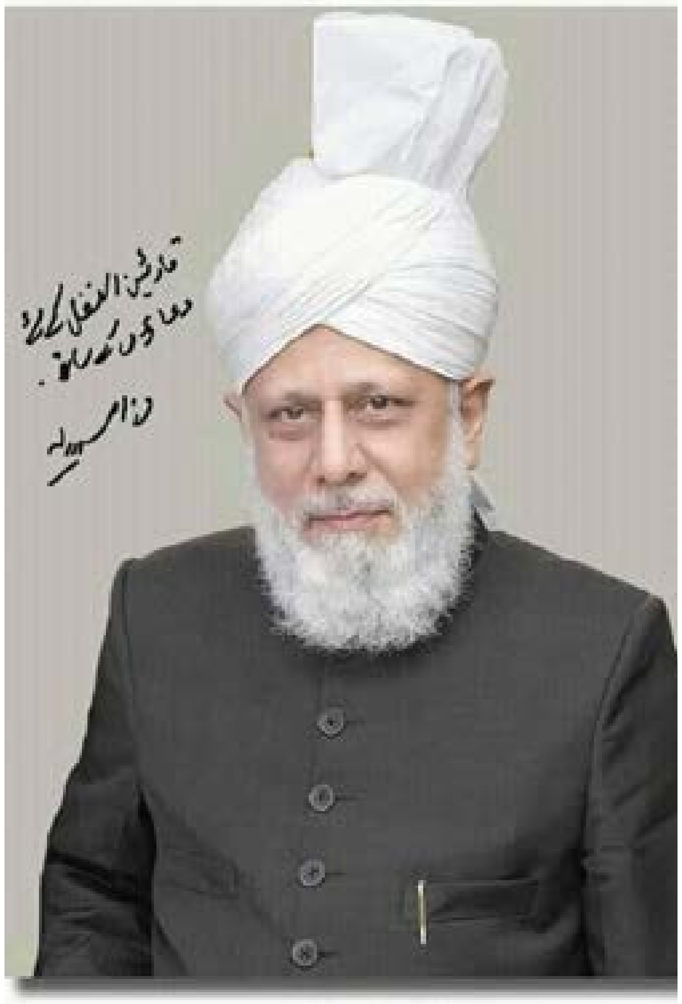

بہت مفید معلومات کا مجموعہ ہوگا۔)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ مختلف مواقع پر احباب جماعت کو الفضل کے مطالعہ کی تحریک فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ فرمایا کہ الفضل جماعت کا اخبار ہے لوگ وہ نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ اس میں کون سی نئی چیز ہوتی ہے، وہی پُرانی باتیں ہیں۔حضرت مصلح موعودؓ جن کے بارے میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو بتایا تھا کہ وہ علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا، وہ فرماتے ہیں کہ شاید ایسے پڑھے لکھوں کو یا جو اپنے زعم میں پڑھا لکھا سمجھتے تھے کوئی نئی بات الفضل میں نظر نہ آتی ہو اور وہ شاید مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہوں لیکن مجھے تو الفضل میں کوئی نہ کوئی نئی بات ہمیشہ نظر آجایا کرتی ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 26دسمبر 2009ء)

اسی طرح ایک اور بار فرمایا:

’’اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتا ہے۔ جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہئے اور اپنے اخبار کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے۔‘‘

(الفضل 31دسمبر 1954ء)

اسی طرح ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

’’اب میں تحریک کرتا ہوں کہ ہمارے دوست اخبارات کو خریدیں اور ان سے فائدہ اٹھائیں۔ اس زمانہ میں اخبارات قوموں کی زندگی کی علامت ہیں کیونکہ ان کے بغیر ان میں زندگی کی روح نہیں پھونکی جاسکتی۔‘‘

(انوارالعلوم جلد 4صفحہ 142)

احباب جماعت الفضل کے نام سے خوب مانوس ہیں اور سب کو اس سے محبت ہے۔ الفضل حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ (خلیفۃ المسیح الثانی، المصلح الموعود) نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے دورِ مبارک میں قادیان سے جاری فرمایا تھا۔ اس کا آغاز بڑی قربانیوں سے ہوا۔ کافی عرصہ تک حضرت مصلح موعودؓ اسے اپنے ذاتی خرچ سے شائع فرماتے رہے۔ اس کے اجراء کے وقت حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا نے ایک زمین پیش فرمائی اور میری والدہ حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ نے دو زیور پیش کئے۔ پس قارئین الفضل حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کو اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی پیاری بیٹی اور میری والدہ کو بھی الفضل پڑھتے وقت دعاؤں میں یاد رکھیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس کے پہلے پرچہ میں اخبار کے مقاصد تحریر فرماتے ہوئے یہ دعائیہ فقرے بھی تحریر فرمائے کہ

’’اے میرے مولا ......لوگوں کے دلوں میں الہام کر کہ وہ الفضل سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے فیض لاکھوں نہیں کروڑوں پر وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی اسے مفید بنا۔ اس کے سبب سے بہت سی جانوں کو ہدایت ہو۔‘‘

(الفضل 18جون 1913ء صفحہ 3)

میری بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ، آپ رضی اللہ عنہ کی دعائیں قبول فرمائے۔ اور الفضل ہمیشہ ترقی کی نئی سے نئی منازل طے کرتا چلا جائے اور یہ بھی خلیفہ وقت کے لئے ایک حقیقی سلطان نصیر کا کردار ادا کرنے والا بنے۔ آمین

والسلام

خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس

## درخواست دُعا

اخبار روزنامہ الفضل لندن آن لائن کو مختلف جہات سے قارئین کی طرف سے دُعاؤں کی درخواستیں ملتی رہتی ہیں۔ جو گاہے بگاہے شائع کر دی جاتی ہیں تا جو دوست یا خواتین بیمار ہیں وہ دنیا بھر کے احمدیوں کی دُعاؤں کے طفیل صحت پائیں۔ جو پریشان ہیں، مشکلات میں ہیں ان کی پریشانیوں اور مشکلات دور ہوں۔جن کی اولاد نہیں یا اولاد نرینہ کی درخواست کر رہے ہیں ۔ ان کی گودیں نیک، صالح، صحت مند اولاد سے ہری کرے۔ جو امتحانات دے رہے ہیں وہ نمایاں کامیابی پائیں۔ آمین

قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن شہداء احمدیت کے پسماندگان کو اور اسیران راہ مولیٰ کو بھی اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اسیران کے لئے آسانیاں مہیاء فرمائے اور اسلام احمدیت کو دن دوگنی رات چوگنی ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح کو کامل صحت کے ساتھ درازی عمر عطا فرمائے۔ اپنی حفاظت خاص میں رکھے اور روح القدس سے اپنی تائیدات سے نوازتا رہے اور ہم تمام احباب جماعت کو خلافت کی برکات و فیوض سے حصہ لینے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

(ادارہ)

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

# اللہ تعالیٰ کی پسند۔ ناپسند

وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّھِّرِیْنَ۔(التوبہ:108)

Allah loves those who purify themselves

اللہ پاک بننے والوں سے محبت کرتا ہے

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ۔(آل عمران:160)

Allah loves those who put their trust in Him

یقیناً اللہ توکل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ۔(التوبہ:4)

Surely,Allah loves those who are righteous

یقیناً اللہ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ۔(الممتحنہ:9)

Allah loves those who are equitable

یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔(آل عمران:135)

and Allah loves those who do good

اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ۔(آل عمران:147)

And Allah loves the steadfast

اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے

اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ۔ (النحل:24)

Surely,He loves not the proud

یقیناً وہ استکبار کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوْرٍ۔(الحج:39)

Surely,Allah loves not anyone who is perfidious or ungrateful

یقیناً اللہ کسی خیانت کرنے والے ناشکرے کو پسند نہیں کرتا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ ۔(القصص:77)

surely Allah loves not those who exult

یقیناً اللہ اِترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ۔(القصص:78)

Allah loves not those who make mischief

یقیناً اللہ فسادیوں کو پسند نہیں کرتا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ۔(الانفال:59)

Allah loves not the treacherous

اللہ خیانت کرنے والوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔

وَ اللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ۔(آل عمران:141)

Allah loves not the unjust

اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ۔(المآئدہ:88)

.Surely,Allah loves not the transgressors.

یقیناً اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا۔(النسآء:37)

Surely,Allah loves not the proud and the boastful

یقیناً اللہ اس کو پسند نہیں کرتا جو متکبر (اور) شیخی بگھارنے والا ہو۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ خَوَّانًا اَثِیْمًا۔ (النسآء:108)

Allah loves not one who is perfidious and a great sinner

یقیناً اللہ سخت خیانت کرنے والے گناہگار کو پسند نہیں کرتا۔

وَ اللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیْمٍ۔(البقرہ:277)

Allah loves not anyone who is a confirmed disbeliever and an arch-sinner

اور اللہ ہر سخت ناشکرے (اور) بہت گنہگار کو پسند نہیں

اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ۔(الانعام:142)

Allah loves not those who exceed the bounds

یقیناً وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ۔(النسآء:149)

Allah likes not the uttering of unseemly speech in public,except on the part of one who is being wronged

اللہ سرعام بُری بات کہنے کو پسند نہیں کرتا مگر وہ مستثنیٰ ہے جس پر ظلم کیا گیا ہو

وَ اللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ ۔(البقرہ:206)

Allah loves not disorder

اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا

اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ۔(الروم:46)

He loves not the disbelievers

یقیناً وہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

یا اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل و احسان سے ان میں شامل رکھنا جن سے تو محبت کرتا ہے۔ اور ہر اس چیز سے بچا لینا جو تجھے پسند نہیں۔ آمین ثم آمین۔

## چھوٹی مگر سبق آموز بات

### صبح کے وقت زیارت قبور سنت ہے

حضرت مسیحِ موعودؑ فرماتے ہیں:

’’قبرستان میں ایک روحانیت ہوتی ہے اور صبح کا وقت زیارت قبور کے لیے ایک سنّت ہے۔ یہ ثواب کا کام ہے اور اس سے انسان کو اپنا مقام یاد آجاتا ہے۔ انسان اس دنیا میں مسافر ہے۔ آج زمین پر ہے تو کل زمین کے نیچے ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب انسان قبر پر جاوے تو کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَآ اَھْلَ الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ۔‘‘

(بدر 31 اکتوبر 1905ء صفحہ 1)

مرسلہ: بشریٰ نذیر آفتاب، کینیڈا

## طلوع وغروب آفتاب

04 ستمبر 2021ء

| شہر | طلوع فجر | غروب آفتاب |
|---|---|---|
| مکہ مکرمہ | 04:47 | 18:34 |
| مدینہ منورہ | 04:44 | 18:37 |
| قادیان | 04:42 | 18:49 |
| ربوہ | 04:22 | 18:29 |
| اسلام آباد ٹلفورڈ | 04:51 | 19:42 |